132983- عقد نکاح میں بے نماز کی گواہی کا حکم

سوال

میرا عقد نکاح ہوا تو اس نکاح کا ایک گواہ تارک نماز تھا بلکہ بعض اوقات تو وہ نماز جمعہ بھی ادا نہیں کرتا، اسی طرح مجھے علم نہیں کہ آیا میری بیوی کا والد بھی نماز ادا کرتا ہے یا نہیں، لیکن وہ نماز جمعہ ادا کرتا اور روزے رکھتا ہے اور عقد نکاح میں ولی بھی وہی تھا، کیا یہ نکاح صحیح ہے، اور کیا میں اپنے سسر سے نماز کے بارہ میں دریافت کروں یا نہ ؟

پسندیدہ جواب

اول :

نکاح صحیح ہونے کے لیے دو عادل مسلمان گواہوں کا ہونا شرط ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا "

اسے امام بیہقی نے عمران اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (7557) میں صحیح قرار دیا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" دو مسلمان گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، چاہے خاوند اور بیوی دونوں مسلمان ہوں، یا پھر خاوند اکیلا مسلمان ہو امام احمد نے یہی بیان کیا ہے، اور امام شافعی کا بھی ایک قول ہے..... کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا " انتہی

دیکھیں : المغنی (7/7) کچھ کمی و بیشی کے ساتھ.

دوم :

نماز کی فرضیت کا اقرار کرتے ہوئے
نماز ترک کرنے والا شخص جمہور فقہاء احناف شافعی اور مالکی حضرات کے مسلک میں فاسق ہے، اور امام احمد اور جمہور سلف صحابہ اور تابعین کے مسلک میں کافر ہے، اور دلائل بھی اسی قول پر دلالت کرتے ہیں.

اس کی مزید تفصیل کے لیے آپ سوال
نمبر (5208) اور (83165) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

اس بنا پر نکاح میں اس کی گواہی صحیح
نہیں کیونکہ وہ عادل نہیں ہے چاہے اسے کافر قرار دیا جائے یا فاسق وہ عادل نہیں ہے.

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے
درج ذیل سوال کیا گیا:

دین کا التزام کرنے اور نماز پنجگانہ
کے پابند شخص نے ایک مسلمان عورت سے شادی کی اور عقد نکاح میں ایک گواہ ایسا بھی تھا جو نماز ادا نہیں کرتا، اور ہوسکتا ہے کبیرہ گناہ مثلا شراب نوشی کا بھی مرتکب ہو، تو کیا اس طرح کی حالت میں شرعی طور پر یہ نکاح صحیح ہے؟

یہ علم میں رہے کہ عقد نکاح کے وقت
بہت سارے نمازا فراد موجود تھے اور انہوں نے عقد نکاح ہوتے ہوئے خود دیکھا ہے تو خاوند اور بیوی کے مابین اس نکاح کا حکم کیا ہوگا، اور کیا انہیں دوبارہ نکاح لکھانا ہوگا؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

"جب عقد نکاح میں ولی کے ایجاب یعنی
میں نے تجھ سے اپنی بیٹی کی شادی کی اور خاوند کے قبول کرنے کے وقت صرف دو گواہوں کے علاوہ کوئی اور نہ ہو اور ان گواہوں میں ایک نماز ادا نہیں کرتا تو پھر عقد نکاح دوبارہ کرنا ہوگا؛ کیونکہ وہ گواہ عادل نہیں ہے؛ اس لیے کہ عقد نکاح میں ولی کے ساتھ دو عادل گواہ ہونا ضروری ہے.

اس لیے عقد نکاح کے وقت ولی نے کہا
میں نے تجھ سے اپنی بیٹی کی شادی اور خاوند نے اسے قبول کیا تو صرف دو گواہ موجود
تھے جن میں ایک فاجر جس فجور معروف ہو یا کوئی گواہ کافر مثلا نماز ادا نہ کرتا ہو
تو پھر نکاح کی تجدید ہو گی " انتہی

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (
.(45/20

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے
دریافت کیا گیا :

ایک شخص نے شادی کرنا چاہی اور جب
عقد نکاح کا وقت ہوا تو دو گواہ لائے گئے لیکن پتہ چلا کہ ان میں سے ایک شخص تو
نماز ادا نہیں کرتا تو اس نکاح کا حکم کیا ہو گا ؟

شیخ کا جواب تھا :

" یہ عقد نکاح صحیح نہیں ؛ کیونکہ جو
نماز ادا نہیں کرتا اس کی گواہی صحیح نہیں ہے ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
فرمان ہے :

" ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر
نکاح نہیں ہوتا "

اس لیے گواہ کا عادل ہونا شرط ہے ، اور
جو نماز ادا نہیں کرتا وہ عادل نہیں ، اور نہ ہی مسلمان ہے اس لیے اس کی گواہی صحیح
نہیں ہو گی " انتہی

ماخوذ از : شیخ صالح الفوزان کی ویب
سائٹ .

سوم :

جب نکاح کا اعلان ہو گیا اور لوگوں
کو اس نکاح کا علم ہو چکا تو اکثر اہل علم کے ہاں یہ خاص گواہی کے حصول سے مستغنی

ہوجائیگا.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"بعض علماء کا کہنا ہے : شرط یہ ہے
کہ یا تو گواہ ہوں یا پھر اعلان ہو، یعنی نکاح کا اظہار اور وضاحت کی جائے، اور جب
اعلان کر دیا جائے تو یہ کافی ہے؛ کیونکہ یہ چیز نکاح مشہور ہونے میں بالغ حیثیت رکھتا
ہے، اور زنا سے مشتبہ ہونے سے بھی امن میں زیادہ بلیغ ہے؛ کیونکہ اس میں گواہ کا نہ
ہونا ممنوع ہے، اس لیے کہ ہوسکتا ہے کوئی شخص کسی عورت سے زنا کر کے بعد میں دعوی
کر دے کہ اس نے اس سے شادی کی تھی حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا.

اس لیے اس سبب کی بنا پر نکاح میں گواہی
کی شرط ضروری ہے، لیکن جب نکاح کا اعلان ہوا اور لوگوں میں اس نکاح کی شہرت ہو جائے
تو یہ ممانعت بالاولی ختم ہوجائیگی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی اختیار
یہی ہے.

بلکہ ان کا کہنا ہے : نکاح کا اعلان
کیے بغیر گواہوں کا موجود ہونے سے نکاح صحیح ہونا محل نظر ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا اعلان کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ہے :

"نکاح کا اعلان کرو"

اور اس لیے بھی کہ خفیہ نکاح سے فساد
اور خرابی کا خدشہ ہے، اگرچہ وہ گواہوں کی موجودگی میں ہو کیونکہ کوئی ایک ایسا کر
سکتا ہے کہ زنا کرے اور پھر کہے میں نے تو اس عورت سے شادی کی تھی اور اس پر دو
جھوٹے گواہ بھی پیش کر دے اللہ اس سے محفوظ رکھے "

پھر کہتے ہیں :

چار حالات ہیں :

پہلی حالت :

نکاح میں گواہ بھی ہوں اور اس کا
اعلان بھی کیا جائے، اس نکاح کے صحیح ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں، اور نہ ہی کوئی

اس کو غیر صحیح کہتا ہے.

دوسری حالت :

گواہ تو ہوں لیکن اعلان نہ کیا جائے ،
اس نکاح کے صحیح ہونے میں نظر ہے؛ کیونکہ یہ حکم "نکاح کا اعلان کرو" کے مخالف ہے.

تیسری حالت :

نکاح کا اعلان ہو لیکن گواہ نہ ہوں ،
تو راجح قول کے مطابق یہ نکاح جائز اور صحیح ہے.

چوتھی حالت :

نہ تو گواہ ہوں اور نہ ہی اعلان ، تو
یہ نکاح صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں گواہ بھی نہیں ہیں اور نہ ہی اعلان نکاح پایا جاتا ہے" انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع (95/12).

مزید تفصیل اور معلومات کے لیے شیخ
الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب "الاختیارات الفقھیۃ (177) کا مطالعہ کریں.

اس قول کی بنا پر اگر تو نکاح کا
اعلان اور شہرت ہوئی ہے تو نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ ان شاء اللہ اعلان نکاح کافی ہے ، لیکن اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ گواہی نکاح فارم پر دستخط کرنے والوں پر ہی منحصر نہیں ، بلکہ جو شخص عقد نکاح کے وقت حاضر و موجود تھا مثلا نکاح رجسٹرار یا قریبی رشتہ دار مثلا آپ کا والد وغیرہ تو وہ بھی اس نکاح کا گواہ ہے ، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ گواہی کے لائق تھا.

شافعیہ کے مسلک میں اور امام احمد کے ایک
قول کے مطابق خاوند کے والد کی گواہی صحیح ہے "

دیکھیں: حاشیہ البجیرمی (396/3)

اورالانصاف (105/8).

مزید فائدہ کے لیے سوال نمبر (124678) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم:

مسلمان کے بارہ میں حتی الامکان حسن ظن کا مظاہرہ کرنا چاہیے، اسے سلامتی پر محمول کرنا چاہیے، آپ نے بیان کیا ہے کہ لڑکی کا والد جمعہ کی ادائیگی کرتا ہے اور روزے بھی رکھتا ہے اور آپ کو یہ علم نہیں کہ وہ نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے یا نہیں، اگر تو آپ کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں جس سے یہ علم ہو کہ وہ نماز ادا نہیں کرتا تو اصل میں نمازی ہے، تو اس طرح اس کا نکاح میں ولی بننا صحیح ہے، اور آپ کو اس کی نماز کے متعلق دریافت نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی آپ کے لائق ہے کہ ایسا کریں؛ کیونکہ اس میں سوء ظن اور آپس میں بغض و عداوت پیدا کرنا ہے.

واللہ اعلم.